دیباچہ

مقالہ کسی بھی شخصیت اور اُس کے فن پر قلم اُٹھانے اور اُس شخصیت کے سر بستہ پہلوؤں تک رسائی، اُس کے جوہرِ فن کو بحرِ فنون کی گہرائی اور گیرائی سے باہر نکالنے کا نام ہے۔ جو درحقیقت جوئے شیر لانے کے مترادف ہے۔

تحقیقی مقالہ لکھنا میرے نزدیک بھی کچھ ایسا ہی تھا مگر خدائے بزرگ و برتر کے کرم اور چند مخلص، محبت کرنے والی ہستیوں کی راہنمائی نے اس کارِ دشوار کو سہل بنا دیا۔

میرا گورنمنٹ کالج یونیورسٹی لاہور سے کچھ روحانی واسطہ رہا کیونکہ میرا تعلق بھی شہرِ اقبال سے ہے اور گورنمنٹ کالج لاہور اقبال کا مادرِ علمی رہا لہٰذا وہ روحانی تعلق مجھے کشاں کشاں اس ادارے کی طرف کھینچ لایا۔ جس کی علمی و ادبی روایات آسمانِ علم و ادب پر درخشاں ابواب رقم کرتی چلی آ رہی ہیں۔ میرے لیے باعث فخر ہے کہ مجھے اس عظیم درسگاہ کا ایک ادنیٰ طالب علم ہونے کا اعزاز حاصل ہوا۔

میرے مقالے کا موضوع ''ذکاء الرحمٰن کی افسانہ نگاری'' ہے۔ ذکاء الرحمٰن کی شخصیت وفن کے بارے میں نگاہِ ظاہر تو کہتی ہے کہ اُن کا لکھا وہ سمجھیں یا خدا سمجھے۔ مگر جوہر شناس جوہری جس طرح ہیرے کی قدرو منزلت پہنچانتے ہیں، اسی طرح ذکاء الرحمٰن کا ''فنِ افسانہ نگاری'' مصنف کی شخصیت اور اس کے اظہار کی ساری گتھیوں کو سلجھانے میں مدد و معاون ثابت ہوا۔

مقالے کو سات ابواب میں تقسیم کیا گیا ہے۔ باب اوّل میں مصنف کے حالاتِ زندگی کو احاطہ تحریر میں لایا گیا ہے۔

مصنف کی پیدائش، ایامِ بچپن، تعلیمی مراحل اور عملی زندگی کے حالات و واقعات قلمبند کیے گئے ہیں۔

مصنف کی ایامِ جوانی کی سرگرمیاں اور تدبر وتفکر کے پُرخار راستوں کے ساتھ ساتھ ان واقعات و حالات کی راہ گزر پر بھی سفر کیا گیا جن سے گذر کر مصنف کے اندر افسانہ لکھنے کی تحریک پیدا ہوئی۔ مصنف کی

تمام علمی و ادبی خدمات کا اجمالی جائزہ بھی باب اوّل کا موضوع ہے۔

باب دوم میں افسانہ کی تاریخ اور اُس کے رجحانات کو پیش کیا گیا ہے۔ ذکاء الرحمٰن کا معاصر افسانہ اور روایت کو زیرِ بحث لایا گیا۔ ہم عصر افسانہ نگاروں کے فن افسانہ نگاری کا جائزہ ذکاء الرحمٰن کے افسانہ کے تقابل کے ذریعے لیا گیا۔

باب سوم میں ذکاء الرحمٰن کے اوّلین افسانوی مجموعہ ''درد آئے گا دبے پاؤں'' کے افسانوں کا تجزیہ پیش کیا گیا ہے۔ باب چہارم میں ''میں اور زمین'' اور باب پنجم میں ''خوابِ سنگین'' کے افسانوں کا تفصیلاً تجزیہ پیش کیا گیا۔ باب ششم میں ذکاء الرحمٰن کے افسانوی مجموعہ ''ذات کے اندر'' کے افسانے زیرِ بحث لائے گئے ہیں۔

باب ہفتم میں محاکمہ پیش کیا گیا۔ ذکاء الرحمٰن اُردو افسانے کی تاریخ میں ایک انفرادی رنگ اور اُردو ادب میں ایک معتبر حوالہ قرار پائے اس طرح آنے والے اہل ادب کیلئے جدید افسانہ میں مشعلِ منور کی حیثیت رکھیں گے۔

مقالے کے آخر میں کتابیات شامل ہیں۔

اس مقالہ کو پایۂ تکمیل تک پہنچانے کے لیے جن ہستیوں نے میری راہنمائی فرمائی اُن میں صدرِ شعبۂ اُردو پروفیسر ڈاکٹر ہارون قادر صاحب، ڈاکٹر تبسم کاشمیری صاحب، ڈاکٹر سعادت سعید صاحب، ڈاکٹر صائمہ ارم صاحبہ، ڈاکٹر نسیمہ صاحبہ اور خصوصاً ڈاکٹر خالد محمود سنجرانی صاحب کی میں بے حد ممنون ہوں جنھوں نے بحیثیت نگران مقالہ مجھے مقالہ لکھنے کے فن سے آشنا کروایا ہر قدم پر راہنمائی فرمائی۔ میری کوتاہ نگاہی پر درگذر کیا اور شفقت و محبت کی نگاہ رکھی۔

میں ذکاء الرحمٰن صاحب کی بھی بیحد شکر گزار ہوں جنھوں نے اپنے بیش قیمت وقت میں سے ہمیں خصوصی وقت دیا اور اپنی حیات کے سر بستہ رازوں سے پردے اُٹھائے۔ وہ تمام مواد بھی مہیا کیا جو میرے مقالے کی تکمیل میں اہم تھا۔

اس مقالے کا تکمیل پا جانا میں سمجھتی ہوں کہ اللہ کے خاص کرم کے بعد میرے والدین کی دُعائیں میرے شریک سفر کی پُر خلوص رفاقت اور عزیزِ جان دوست قیصرہ حیات کے تعاون کا معجزہ ہے۔ جن کے بغیر میں